



خواب اور آدمی

(نظمیں)

مصطفیٰ ارباب

[س]
ceen

کاپی رائٹ © مصطفیٰ ارباب

ٹائٹل: فیضی عامر

پہلی اشاعت: ستمبر ۱۹۹۹ء

کمپوزنگ: احمد گرافکس، کراچی

طابع:- فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی

[س]
ceen

3 - نریندر انواس بلڈنگ، ریگل چوک، صدر، کراچی 74400

e-mail : ceen@altavista.net

URL : <http://sangat.org/ceen>

انتساب

نسیم کے لیے
جس نے مجھے زندہ رہنا سکھایا

فہرست

- ۱۔ تعارف، ۱
- ۲۔ سیب، ۲
- ۳۔ وہ بہت سارے تھے، ۴
- ۴۔ نظم، ۶
- ۵۔ یاد، ۷
- ۶۔ ایک کمرے میں، ۹
- ۷۔ مجھے یقین ہے، ۱۱
- ۸۔ خط، ۱۳
- ۹۔ شاعر، ۱۵
- ۱۰۔ فیصلہ، ۱۷
- ۱۱۔ نظم، ۱۹
- ۱۲۔ خواب، ۲۰
- ۱۳۔ رات، ۲۲
- ۱۴۔ ایک اُداس نظم، ۲۴
- ۱۵۔ ملاقات، ۲۶
- ۱۶۔ دو آدمی، ۲۸

- ۱۷۔ نظم، ۳۰
- ۱۸۔ پھر وہی کہانی، ۳۲
- ۱۹۔ تشخص، ۳۵
- ۲۰۔ خواب اور آدمی، ۳۷
- ۲۱۔ بوسہ، ۳۸
- ۲۲۔ کہانی، ۴۰
- ۲۳۔ فی الحال، ۴۲
- ۲۴۔ کون کہتا ہے، ۴۳
- ۲۵۔ نظم، ۴۵
- ۲۶۔ خوابوں سے باہر، ۴۷
- ۲۷۔ تم چاہو تو مجھے بچا سکتے ہو، ۴۹
- ۲۸۔ محبت پر فرد جرم عائد کی جاتی ہے، ۵۱
- ۲۹۔ پگڈنڈی، ۵۳
- ۳۰۔ نظم، ۵۵
- ۳۱۔ کھویا ہوا آدمی، ۵۶
- ۳۲۔ کتا، ۵۸
- ۳۳۔ نظم، ۵۹
- ۳۴۔ چڑیاں، ۶۰
- ۳۵۔ نظم، ۶۲
- ۳۶۔ پرندہ، ۶۳
- ۳۷۔ ہم بھول جاتے ہیں، ۶۵
- ۳۸۔ میرے قبیلے کے کچھ لوگ، ۶۷
- ۳۹۔ دُورے ہوئے لوگ، ۶۹

- ۴۰۔ تم آنسوؤں کو بہت پسند ہو، ۷۱
- ۴۱۔ میں کہانی نہیں لکھ سکتا، ۷۲
- ۴۲۔ شاعری کے شہر میں، ۷۳
- ۴۳۔ وہ برسوں سے ایک خواب دیکھ رہا ہے، ۷۶
- ۴۴۔ نظم، ۷۸
- ۴۵۔ محبت، ۷۹
- ۴۶۔ سوال، ۸۱
- ۴۷۔ خواب کی دیوار، ۸۳
- ۴۸۔ باغ، ۸۵
- ۴۹۔ زندگی کچھ لوگوں کو ملتی ہے، ۸۶
- ۵۰۔ نظم، ۸۷
- ۵۱۔ ویننگ روم، ۸۸
- ۵۲۔ گہری نیند، ۹۰
- ۵۳۔ نظم، ۹۲
- ۵۴۔ بات، ۹۴
- ۵۵۔ احکامات، ۹۶
- ۵۶۔ دوسرے لوگ، ۹۸
- ۵۷۔ بے خبر، ۱۰۰
- ۵۸۔ ایک کہانی، ۱۰۱
- ۵۹۔ رنگ نمبر، ۱۰۳
- ۶۰۔ تمہیں کیا ہے، ۱۰۴
- ۶۱۔ میں آؤں گا، ۱۰۵

خواب اور آدمی

تعارف

یہ
آنسو ہے

یہ
دکھ ہے

اور

یہ میں ہوں۔

آپ کون ہیں؟

سیب

وہ

ایک سیب اٹھا کر
اپنے نازک اور خوب صورت ہاتھوں سے
قاشیں بنا کر
کھانے لگتی ہے۔
میٹھا اور رسیلا سیب
جسے وہ سفید دانتوں سے
آہستہ آہستہ چباتی ہے۔
مزا اس کے منہ میں گھلتا ہے۔
قریب ہی بیٹھا ہوا فرد
اپنے کھر درے ہاتھ سے
اسی سیب کی

ایک قاش

پلیٹ میں سے اٹھاتا ہے

اور

بے مزہ پھیکے سیب کو

تھوک دیتا ہے۔

دونوں حیرت سے

ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں

وہ نہیں جان سکتے

سیب کو صرف لڑکی پسند آئی تھی۔

وہ بہت سارے تھے

وہ بہت سارے تھے اور جس کا تعاقب کر رہے تھے وہ ایک تھا۔ ان کے قدم تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ وہ سب کے سب ہانپ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں برچھیاں تھیں جن سے وہ اسے ختم کر دینا چاہتے تھے۔ وہ ان کے آگے تھا اور اکیلا تھا۔

وہ بہت سارے تھے اور جلد سے جلد اس تک پہنچ جانا چاہتے تھے جو ان سے آگے بھاگ رہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آگ دہک رہی تھی۔ چہرے تناؤ کے باعث کھنچ گئے تھے اور پیشانی کی سلوٹوں میں ایک ہی تحریر تھی۔

وہ بہت سارے تھے اور راستے کی کسی بھی رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لارہے تھے۔ وہ مسلسل حرکت میں تھے۔ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی ان کے لیے علیحدہ سے کوئی مفہوم نہیں رکھتی تھی۔

وہ بہت سارے تھے اسی لیے ان کی مستعدی نے بالآخر اسے گھیرے میں لے لیا۔ گھیرے کو تنگ کرتے ہوئے وہ اس تک پہنچ جانا چاہتے تھے۔ مگر وہ کہیں

خواب اور آدمی

دکھائی نہیں دیا۔ انہوں نے چپہ چپہ چھان ڈالا لیکن وہ کہیں نہیں ملا۔ تب ایک
آواز بلند ہوئی۔ وہ ہمارے درمیان آگیا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ سب نے ایک
دوسرے کو غور سے دیکھا تو انہوں نے جانا کہ وہ سارے ایک جیسے تھے۔ اب وہ
ایک دوسرے کو گھورتے رہتے ہیں۔

لظم

اس نے مر بھائے ہوئے پھولوں کو دیکھا
تو ایک کہانی لکھی۔

اس نے درختوں کو کلتے دیکھا
تو ایک کہانی لکھی۔

اس نے پردوں کو
شالوں کے بجائے

وسٹر خوان پر دیکھا
تو ایک کہانی لکھی۔

وہ کہا ہاں لکھتے لکھتے مر گیا
کسی نے اس پر کہانی نہیں لکھی۔

میں
 سمندر کو یاد کرتا ہوں
 سمندر میرے اندر آجاتا ہے۔
 میں حرارت چاہتا ہوں
 آگ میرے اندر جلنے لگتی ہے۔
 میں دھوپ مانگتا ہوں
 دھوپ میرے اندر پھیل جاتی ہے۔
 میرا دل تازہ ہوا چاہتا ہے
 ہوا میرے دل میں چلنے لگتی ہے۔
 ہوا آگ کو بجھا دیتی ہے
 آگ ضروری نہیں تھی
 دھوپ سمندر کو

سکھانے میں ناکام رہتی ہے
تب میں ایک لڑکی کو یاد کرتا ہوں
جسے دھوپ

تازہ ہوا

اور سمندر اچھے لگتے ہیں۔

ایک کمرے میں

ایک کمرے میں
تین آدمی بیٹھے ہیں۔

ایک آدمی
اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے:
”میں نے

ایک کانٹج خریدا ہے۔
ایک خوب صورت کانٹج
جو نازک اور نفیس ہے

وہاں

ایک اسٹڈی روم
ایک ملاقاتی کمرہ

اور

ایک خواب گاہ ہے
جس میں سبز پردے لٹکے ہوئے ہیں

اپنی آئندہ ملاقات

وہیں پر ہوگی۔“

دونوں ساتھی

دل چسپی سے کہتے ہیں:

”ہم وہاں ضرور چلیں گے

وہ کالج کون سی جگہ ہے؟“

ساتھیوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے

وہ کہتا ہے:

”ہم اس وقت بھی

وہاں چل سکتے ہیں

کالج دور نہیں ہے۔“

وہ اٹھتا ہے

اور دیوار میں لگی ہوئی

ایک پینٹنگ کے اندر چلا جاتا ہے۔

ایک کمرے میں

دو پریشان آدمی بیٹھے ہیں۔

مجھے یقین ہے

مجھے

مر جانا چاہیے
جتنا بھی جلد ممکن ہو
مجھے اپنے جسم سے
سانس کا تعلق ختم کر دینا چاہیے۔

ایک لمحہ
مکمل سچائی کے ساتھ
مجھے اپنی بانہوں میں لے چکا ہے۔

یہ گرفت
ختم بھی ہو سکتی ہے

مجھے اپنے اوپر
قطعی اعتماد نہیں

کسی اور کا انتظار
کرنے کے بجائے
مجھے خود کو
مار دینا چاہیے۔
مجھے یقین ہے
میں کسی بھی شخص کو
ہلاک کر سکتا ہوں۔

خط

میرے پاس
ایک خط ہے
جو ایک لڑکی نے بھیجا ہے
اس کے اندر
اداس شاموں
ادھورے خوابوں
اور

آنسوؤں میں بہتی ہوئی
زندگی کا ذکر ہے۔
اس کے ہر لفظ میں
محبت کی خوش بو
بسی ہوئی ہے۔

یہ خط

ہمیشہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔

کوئی بھی شخص

اس کے متعلق نہیں جانتا۔

وہ لڑکی بھی نہیں

جس نے یہ خط لکھا ہے۔

شاعر

جوباتیں
یہ لوگ کرتے ہیں
کوئی اور
انھیں بیان نہیں کر سکتا۔
ان کے اندر
ایک دنیا آباد ہے
جہاں ہونے والی ہر بات
ہر واقعہ
مکمل جزئیات کے ساتھ
وہ ہمیں
تحریری طور پر
پیش کر دیتے ہیں۔

شاعر اپنے اندر کی ریاست کے
قدار ہوتے ہیں

وہ

ایک منجر سے زیادہ
کوئی وقعت نہیں رکھتے۔

میں
ایک کہانی لکھتا ہوں
خواب کی مانند خوب صورت
زندگی کی مانند تلخ،
جو ایک شاہکار بنے گی۔
آخری پیر گراف پر
میں کش مکش کے دورا ہے پر
کھڑا ہوا سوچ رہا ہوں
ایک کردار کی موت
کہانی کو جان دار بنا دے گی
کوئی دوسرا انجام
کہانی کو کم زور کر دے گا۔

کردار بے بسی سے مجھے دیکھتا ہے۔

خوش میں بھی نہیں ہوں۔

میں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے

موت کا فیصلہ لکھ کر

قلم کی نوک

توڑ دیتا ہوں۔

ظلم

دنیا میں
کیا کچھ ہوتا ہے
کیسی کیسی تبدیلیاں آتی ہیں
ان کے متعلق
یقین سے
کوئی دوسرا ہی بتا سکتا ہے۔

میں
مخض ایک یاد ہوں
جے

یہ بھی نہیں معلوم
اس کا مسکن
کون سا دل ہے۔

خواب

خدا نے

مجھے تخلیق کیا

اور میں نے ایک خواب کو۔

خواب میرے اندر رہتا ہے

اور میں خواب میں۔

بہم دونوں

محبت کرنے والوں کی مانند

قربت کے گھونٹ بھرتے ہیں۔

خواب کسی دوسرے کو

میرے ساتھ دیکھنا

بمداشت نہیں کرتا۔

وہنا معلوم انداز میں

خواب اور احساس

میرے آس پاس رہنے والوں کو
آہستہ آہستہ قتل کر دیتا ہے۔

مرنے والے

زندہ رہ سکتے تھے

اگر ان کے پاس بھی

ایک خواب ہوتا۔

رات

میں

رات کو

خواب دیکھتا ہوں

جو میرا

ورثہ بن چکے ہیں۔

ساری رات

میں وہاں

ایک حکمران کی مانند گزارتا ہوں

اور

وہی کچھ کرتا ہوں

جو حکمران کیا کرتے ہیں۔

دن

اپنے قاصد سورج کو بھیج کر
مجھے

یاد دلاتا ہے
میں ایک بانج گزار حکمران ہوں۔
میں خود کو
محدود کر کے
دن کو

خراج دیتا رہتا ہوں
اور

رات کا انتظار کرتا رہتا ہوں
جو میری
لامحدود سلطنت ہے۔

بانج گزار سہی
میں ایک حکمران تو ہوں۔

ایک اداس نظم

ایک اداس نظم
مجھ سے کفن مانگتی ہے۔
وہ مزید جینا نہیں چاہتی
میں اسے بہت سمجھاتا ہوں،
وہ ضد کرنے لگتی ہے۔
میں کفن خریدنے کے لیے
گھر سے نکل پڑتا ہوں۔
کوئی بھی اپنی نظم کو
آنکھوں کے سامنے
مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔
میں کفن نہیں خریدتا
خود کو مار ڈالتا ہوں۔

ظلم کفن کے بغیر
اپنے آپ کو نہیں بدے گی۔
"میر" انتقاد کرے گی۔
انتقاد کسی کو بھی
زعمہ رکھ سکتا ہے۔

ملاقات

۵۵

ندی کے دوسرے کنارے پر رہتی ہے۔

میں وہاں پہنچنے کے لیے

ایک کشتی بناتا ہوں۔

اس سے ملاقات کا تصور

میرے دل کو

خوش بو سے بھر دیتا ہے۔

میں

جنگل کے سارے پھول

اپنی کشتی میں بھر لیتا ہوں۔

دوسرے کنارے پر اتر کر

سارے پھول

عزیز اور اچھی

اس کے دور واز سے پرکھ دیجئے ہوں

”

ملنے سے انکار کر دیتی ہے

اور پہلی بار

میری ملاقات آنسوؤں سے ہو جاتی ہے۔

دو آدمی

تم
مجھ جیسے نہیں ہو۔

میں
تمہارے جیسا نہیں ہوں۔

آؤ
ہم دونوں
ایک جیسا ہو جانے کی
آخری کوشش کر دیکھیں۔
کامیابی ہمارے لیے
اطمینان کا باعث ہوگی۔
اگر

ایسا نہ ہو سکا

تو کوئی ایک ہی

زندہ رہ سکتا ہے۔

کون؟

اس کا فیصلہ

ہماری سگاری کرے گی۔

موت

ایک مقناطیس ہے

اور ہم

لوہے سے بنے ہوئے ہیں۔

ہماری خواہشیں

کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتیں۔

اُدھر جانا

ایک غیر اختیاری عمل ہے۔

وزنی اشیاء کے مقابلے میں

ہلکی چیزیں

تیزی سے کشش کا شکار ہوتی ہیں۔

میں

جواب اور لکھو

پیر معبدی وزن رکھتا ہوں۔

میر سے ہاں

ایک جگہ نہیں لگ رہے۔

مہت ایک کھوئی ہے

مجھے

اس کے ساتھ ہاندھ دو۔

پھر وہ کی کہانی

پھر وہ

مقامی زبان میں

کوڑے کرکٹ کو کہا جاتا ہے

لیکن یہ لفظ

بطور اسم بھی مستعمل ہے۔

ایسا ہی

ایک مستعمل نام

اس کہانی میں ہے

جو ایک گاؤں سے شروع ہوتی ہے

جہاں وہ

دوسروں کے لیے

کاشت کاری کرتا

بھیدوں کے لون سے

۔۔ کہیں "ہٹا

، کا فکا

پھری اسور نکلتا

خفتہ پالے اور اندھیری راتوں میں

نکھے پاؤں

کھیتوں کو پانی دیتا

سانپوں کے پھن پر

نارائشگی میں پیر رکھتے ہوئے

چلتا رہتا۔

اس کے تلوؤں کی کھال

غیر انسانی حد تک

موٹی اور مردہ ہو چکی تھی۔

وہ خوش خوراک کے لفظ سے نا آشنا

ہزری خور تھا

جو ایک جبری حکم کے تحت

گوشت خوروں کے لیے ہانکا لگاتے ہوئے

غلطی سے چلنے والی گولی کی زد میں آکر

ایک شکار میں تبدیل ہو گیا۔

خواب اور آدمی

اس کی خوب صورت بیوی کا وجود

لفظ غلطی کو مشکوک بنادیتا ہے۔

اس کہانی کی تفتیش لا حاصل ہوگی

کچر و کا وجود

کسی بھی منطق کی رو سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

موت کی طرح اس کی پیدائش کا بھی

کہیں اندراج نہیں ہے۔

وہ
جے گولی ماری گئی

اور وہ
جے گولی نہیں ماری گئی
دونوں اجنبی تھے۔

جے گولی نہیں ماری گئی
وہ میں تھا۔

جے گولی ماری گئی
وہ دوسرا تھا۔

میں گولی نہ لگنے کے باعث
زندہ رہتا ہوں

لیکن میں مرنے والے کی جگہ لے لیتا ہوں
اور مرنے والے کو

اپنا بدن دے دیتا ہوں۔

مجھے

دفن کر دیا جاتا ہے

اور وہ جسے مار دیا گیا تھا

اور زندہ تھا

میری جگہ

میرے گھر پر

پہنچا بھی ہو گا کہ نہیں؟

مجھے اپنی بیوی یاد آ جاتی ہے

جو میرے انتظار میں

جاگ رہی ہو گی۔

اے

جو میری جگہ لے چکا ہے

میرا گھر کبھی نہ مل سکے،

وہ اس تک رسائی حاصل کر لے گا

جو صرف میری ہے

انتظار کا کیا ہے

وہ تو لڑکیوں کو

درے میں ملتا ہے۔

خواب اور آدمی

آسمان کے نیچے
اور زمین کے اوپر
خواب رہتے ہیں۔
آسمان کو ٹکنے والا آدمی
اپنے خواب کو پہچان سکتا ہے۔
آسمان کو نہ ٹکنے والے آدمی کو
کچھ خواب دیکھتے رہتے ہیں۔
خواب اور آدمی
ایک ہی وقت میں
فاصلے کے
دونوں سروں میں
پیوست ہیں۔

ایک لڑکی نے
اسے الوداعی بوسہ دیا،
زندگی سے لبریز
ایک بھرپور بوسہ
جسے

اس نے محفوظ کر لیا
اور خود

اس بوسے میں داخل ہو گیا۔
بوسے کے اندر رہ کر جینا
اس نے سیکھ لیا

یہ ایک پر کیف زندگی تھی
وہ اس سے باہر نکلنا نہیں چاہتا۔

لوگ اسے نہیں سمجھے

اور نہ ہی

لوٹ آنے کے بعد

وہ لڑکی جس کا یہ بوسہ تھا۔

لڑکی اس سے ملنے کے لیے

بوسے سے باہر لے آتی ہے

وہ فوراً امر جاتا ہے۔

کہانی

میں

وقت کو مصرف میں لاتا ہوں

اور

ایک کہانی لکھنے لگتا ہوں۔

کہانی

بچپن، جوانی اور بڑھاپے کو

طے کرتے ہوئے

تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔

میں

سرخوشی کے عالم میں

انے پڑھنے لگتا ہوں

مگر میرے سامنے

خواب اور آدمی

محض الفاظ ہوتے ہیں۔
کہانی کے سارے کردار
گہری نیند میں چلے جاتے ہیں۔

اب میں
ان کے جاگنے کا
انتظار کر رہا ہوں
اور کہانی
میرے سونے کا انتظار کر رہی ہے۔

فی الحال

میں
تم سے نفرت کر رہا ہوں۔
تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔
نفرت اور محبت
دونوں میری تہہ میں تھیں
نفرت ہلکی تھی
اس لیے
سطح پر آگئی۔
محبت وزنی ہے
وہ نیچے ہی رہے گی۔
میں تم سے
محبت بھی کرتا ہوں
فی الحال مجھے
نفرت کرنے دو۔

کون کہتا ہے

اس روز
میں نے کئی لوگوں کو
نا قابل اشاعت لطیفے سنا کر
محفوظ کیا۔

کئی بچوں کو
جو کر بن کے
خوب ہنسایا۔
موسیقی کی ایک محفل میں
دیر تک گیت سنتا رہا۔

رات کو
ایک پُر تکلف ضیافت میں
شرکت کی۔

وہ ایک پُر مسرت
اور بھرپور دن تھا۔
کون کہتا ہے
میں ایک لڑکی کی یاد میں
پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا؟

نظم

وہ لڑکی

جو دوسروں کی نسبت

بہت زیادہ لڑکی ہے

میرے وجود کو

ایک گھونٹ کی طرح

پی جاتی ہے۔

میں

اس کے خوب صورت بدن کا جزو بن کر

خون کی طرح

اس کی رگ رگ میں

گردش کرنے لگتا ہوں

اس لازمی تعلق کے تحت

بہت سا وقت گزر جاتا ہے۔

بے خودی

مجھے کیف میں رکھتی ہے

کہ اس پر

بیتنے والا رنج کا ایک لمحہ

مجھے

سمیٹ کر

اس کی آنکھ میں لے آتا ہے۔

میں

ایک آنسو کی صورت لرز رہا ہوں۔

جدائی

مجھے دہشت زدہ کیے ہوئے ہے

ایک احساس

طمأنیت کا باعث بھی ہے:

میں

اس کی آنکھ سے ڈھلک کر

رخسار کو چومتے ہوئے گروں گا۔

خوابوں سے باہر

میں اکتا گیا ہوں
کھڑکی میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر
بارش کو دیکھتے رہنے سے۔
تمہاری انگلیوں کی جنبش
اور اُون کی سلائیوں سے
مجھے وحشت ہونے لگتی ہے۔
آسمان ہمیشہ نیلا نہیں رہتا
تمہیں نیلے کپڑے کیوں پسند ہیں؟
پرندوں کو
ذائقوں کے حوالے سے مت دیکھو۔
تم خود
ایک چڑیا کی مانند لگتی ہو

خواب اور آدمی

تمہاری ہنسی بہت اچھی ہے

مگر اس کا سحر

کتنی دیر تک طاری رہ سکتا ہے؟

تمہاری نیند اور میری آنکھیں

کبھی یکجا نہیں ہوں گی۔

اپنے خوابوں کو سمیٹ لو۔

میں ان سے باہر

زندہ رہنا چاہتا ہوں۔

تم چاہو تو مجھے بچا سکتے ہو

مجھے

مضبوطی سے تھام لو۔

میرے پاؤں

زمین پر نہیں ٹک رہے۔

تمہارے بازو

میرے گرتے ہوئے جسم کو

سنبھال سکتے ہیں۔

تم چاہو تو مجھے بچا سکتے ہو۔

میں

کسی سے نہیں ڈرتا۔

پھر بھی خوف زدہ ہوں۔

مجھے

خواب اور آدمی

تمہارا ساتھ چاہیے۔

چاہے تم کوئی بھی ہو

مجھے تنہامت چھوڑو۔

میں

خود کو مار ڈالوں گا۔

محبت پر فرد جرم عائدگی جاتی ہے

ہم
ماضی کا مطالعہ نہیں کریں گے

اور نہ

کسی داستان کو

نئے سرے سے سینیں گے۔

ہمارے دل

کچھ بھی کہتے رہیں

ہم بہرے بن جائیں گے۔

دو اور دو چار ہی ہوتے ہیں

اس کے علاوہ

جو کچھ ہے

شعبہ بازی ہے۔

خواب اور آدمی

ہم اپنے نصاب سے
محبت کو خارج کر دیں گے۔

وہ ہر بار
پسیا ہو جاتی ہے۔

ڀڳ ڏنڊي

سب سے پہلے
میں باغ میں جاؤں گا۔
وہاں کھلنے والے
پھولوں کی گنتی کروں گا۔
اس کے بعد
مالی سے
اس کی چھوٹی بچی کی
خیریت دریافت کروں گا۔
پھر سبزے پر رکھی ہوئی
بید کی کرسیوں پر بیٹھ کر
کنجے کے ساتھ
شام کی چائے پیوں گا۔

کاپی میں
ایک نظم اماروں کا
اور
ایک صفحے پر
استغابیہ نشان لگا کر
خواب آور گولیوں کی مکمل شیشی
اپنے معدے میں امار لوں گا۔
میں ایک لڑکی کے
بنائے ہوئے
راستے پر چلتے ہوئے
اس تک پہنچنا چاہتا ہوں۔

اے
 کسی تیز دھار آلے سے
 ہلاک نہیں کیا گیا
 نہ کسی ریو الوور کی گولی
 اس کے سینے میں داخل ہوئی۔
 وہ ٹریفک کے
 کسی حادثے کی زد میں بھی نہیں آیا۔
 اس کی موت
 کسی آپریشن تھیٹر میں بھی واقع نہیں ہوئی۔
 اسے زندگی نے
 ازلی سفاکی سے
 آہستہ آہستہ قتل کر ڈالا۔

کھویا ہوا آدمی

یادوں کے جنگل میں
گھومتے ہوئے

ایک روز
وہ کھو جاتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ
وہ خود بھی

اپنی تلاش کے سفر میں
مدد کرنے لگتا ہے۔

کھوجی

اور دوسرے لوگ
ایک معین وقت کے بعد
ناکامی کا اعتراف کرتے ہیں۔

اس کی تلاش
لا حاصل ہوگی۔
یادوں کے جنگل میں
ایک خوب صورت لڑکی
اس کی میزبان بن چکی ہے۔

مکھا

میرے اندر
ایک مکھا سو رہا ہے،
ایک خون خوار مکھا
جسے

بہت سے لوگ
اچھی طرح پہچانتے ہیں۔
ہماری کبھی ملاقات نہیں ہوئی
اور نہ ہو سکے گی۔

”

اسی وقت بیدار ہوتا ہے
جب مجھے نیند آ جاتی ہے۔

نظم

دھرتی پر
بہت سارے جبرے
گھلے ہوئے ہیں۔

چڑیا!
تو کتنی دیر تک
آسمان میں اڑ سکتی ہے؟

چڑیاں

ہم
نفس پنخروں میں

خوب صورت چڑیاں پالتے ہیں۔

ان کی چہکار

ہمارے بنجرین کو شاداب کر دیتی ہے۔

ہم اپنے ہاتھوں سے

انھیں دانہ چگاتے ہیں۔

ہمارے لمس سے

محبت پھوٹتی ہے۔

ہمارے درمیان

بے پناہ یگانگت پھیلی ہوئی ہے۔

ہم

ان کے بغیر
زندہ رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتے

اور

یہ جاننے کی
کبھی کوشش نہیں کرتے

چڑیاں

ہمارے بغیر زندہ رہنا چاہتی ہیں۔

میرے پاس
 بہت ساری محبت ہے
 میں نے اسے
 ایک کنڈے میں لٹکا دیا ہے۔
 ہر آنے والے کو
 اس میں سے
 ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دیتا ہوں
 میں نے
 محبت کا سب سے عمدہ ٹکڑا
 ایک لڑکی کے لیے
 بچا رکھا ہے۔

وہ

میرے پاس کبھی نہیں آتی
 اس نے بھی محبت کو کنڈے میں لٹکا دیا ہے۔

پرندہ

اس کے اندر
ایک پرندہ پرورش پاتا ہے۔
وہ غور سے
اس کی پھڑ پھڑاہٹ سنتا رہتا ہے
اڑنے نہیں دیتا۔

اُڑان
دیوانگی کی حد تک
پرندے کو
بے چین کیے رکھتی ہے۔

پرندہ
اپنی چونچ سے
دشمنیں دیتا ہے

بے پناہ اُڑان
پرندے سے نکل کر
اس کے اندر منتقل ہو جاتی ہے۔
وہ اور پرندہ
ساتھ ساتھ
اُڑنے کے لیے
کھڑکی سے باہر
ہوا میں کود جاتے ہیں۔

ہم بھول جاتے ہیں

دکھ
بھی ایک شکل میں نہیں رہتا۔

وہ

دریا کی مانند

بہتا رہتا ہے

کہیں بہت گہرا

کسی جگہ کم۔

خوشیاں

کشتیوں کی مانند

اس میں تیرتے ہوئے

بچکولے کھاتی رہتی ہیں۔

ہم سفر

خواب اور آدمی

خوب صورت ہو

تو ہم بھول جاتے ہیں

کشتی کے پیندے میں سوراخ ہے

اور آگے

ایک بھرا ہوا سمندر

جس نے کبھی

تنگ دلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

میرے قبیلے کے کچھ لوگ

میرے
قبیلے کے کچھ لوگ
زمین کے
ایک ٹکڑے کو
حاصل کرنے کے لیے
رات کی تاریکی میں
شب خون مارنے کے لیے
گھروں سے
سرگوشیوں کی مانند
نکل پڑتے ہیں۔

وہ

توانائی کے

وافرذ خیروں کے باوجود

زمین کو

حاصل کرنے میں

ناکام ہو جاتے ہیں

اور

زمین انھیں

حاصل کرنے میں

کامیاب ہو جاتی ہے۔

ڈرے ہوئے لوگ

ڈرے ہوئے لوگ
اپنے سائے پر بھی
گولی چلا دیتے ہیں۔
آوازیں بھی
انہیں خود پر
حملہ آور محسوس ہوتی ہیں۔

وہ

اپنے اپنے مورچوں سے
مسلل گولیاں چلا رہے ہیں

ڈر

انہیں گھورتا رہتا ہے
سو جانے پر

خواب اور آدمی

ان کی نیندوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

وہ

جیج کراٹھ جاتے ہیں

اور

گولیاں چلانے لگتے ہیں۔

آخری گولی پر

ہتھیاروں کا رخ

ان کی اپنی جانب ہو گا۔

آخری گولی نڈر بنادیتی ہے۔

تم آنسوؤں کو بہت پسند ہو

میں

تمہارے دیے ہوئے

اتنے آنسوؤں کا کیا کروں گا؟

یہ مجھ سے

سنجھالے نہیں جاتے

باہر آ جاتے ہیں

دوبارہ

تمہارے پاس آنے کے لیے۔

تم

آنسوؤں کو بہت پسند ہو۔

تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔

میں کہانی نہیں لکھ سکتا

میں کہانی نہیں لکھ سکتا۔

میری کہانیوں کے کردار

معاشرے سے روٹھ کر

آخر میں

خودکشی کرنا چاہتے ہیں۔

میرے پاس

ادھوری کہانیوں کی ایک ضخیم فائل ہے

جو اسی طرح رہے گی۔

کوئی بھی کسی کو

جان بوجھ کر

موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتا

اور میں تو

یہ بھی جانتا ہوں
کہانیوں میں ہونے والی موت پر
کوئی دیا بھی نہیں جلاتا۔

شاعری کے شہر میں

ایک روز
کوئل کی کوک

مجھے

شاعری کے شہر میں
لے گئی

جہاں ہر چیز میں

ترتیب

توازن

اور خوب صورتی تھی۔

میں

وہیں رہنے لگا

اس شہر میں داخل ہونے کے بعد

خواب اور آدمی

واپسی کے سارے دروازے

بند ہو جاتے ہیں۔

میرے گھر کے افراد

مجھے تلاش کرتے ہوئے

او اس ہو گئے ہوں گے۔

شاعری

ایک دل کو آرام دے کر

نہ جانے کتنے دلوں کو دکھاتی ہے۔

وہ برسوں سے ایک خواب دیکھ رہا ہے

۵۹

برسوں سے ایک خواب دیکھ رہا ہے۔

لوگ نیند میں

خواب دیکھتے ہیں

وہ جاگتے ہیں۔

سونے سے پہلے

ہر روز ایک خواب دیکھنا شروع کرتا ہے۔

یہ ایک طویل اور مسلسل خواب ہے

جو روز

وہیں سے شروع ہوتا ہے

جہاں پچھلی رات ختم ہوا تھا۔

وہ ایک ہی وقت میں

خواب اور آدمی

دو جگہوں پر
دو طریقوں سے
زندگی بسر کر رہا ہے۔

جب میں

نہیں تھا

اس عہد کے بارے میں

میں سب کچھ جانتا ہوں۔

جب میں

نہیں ہوں گا

اس وقت کیا ہوگا

میں یہ بھی جانتا ہوں۔

مجھے نہیں معلوم

اس وقت

کیا ہو رہا ہے۔

اپنے قریب

محبت کی ٹاپیں سنتا ہے

لیکن

محبت کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

کبھی کبھی

یہ آوازیں اسے واہمہ لگتی ہیں

لیکن اس کا دل

گواہی دیتا ہے

محبت کہیں قریب ہی موجود ہے۔

جو چیز دکھائی نہ دے

اسے رد کیا جاسکتا ہے

خواب اور احمی

اپنے وجود کی
کس طرح نفی کریں
جو

محبت کی ٹاپوں تلے
روند اجارہا ہے۔

سوال

وہ

ایک لڑکی کو

یاد کرتا ہے

لیکن اس کا دل

خالی رہتا ہے۔

ایسا پہلے تو نہیں ہوا،

وہ سوچتا ہے

اور

پھر سے یاد کرتا ہے

لیکن دل اب بھی خالی ہے۔

تب اسے

ایک بات یاد آتی ہے

اس شخص کے دل میں
کوئی لڑکی نہیں آتی
جو خود کسی دوسرے کے دل میں
سانس لے رہا ہو۔
وہ سوال بن جاتا ہے
میں کہاں ہوں،
کہاں ہوں؟
کہاں؟

خواب کی دیوار

خواب

ایک ایسی دیوار ہے

جس کے اس پار

سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔

دیوار کے اُس طرف سے

اس طرف

کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

وہ لوگ

جو خواب کی دیوار کے

اُس پار رہتے ہیں،

اکتا چکے ہوں گے

موت کی دھامیں مانگتے ہوں گے

کہ یہ خواب ٹوٹ جائے
اور انھیں رہائی مل جائے۔

ہم یہ بات
نہیں جانتے

اور

تماشائی بن کر
خواب دیکھتے رہتے ہیں۔
خواب بہت مضبوط ہو چکے ہیں
وہ کبھی نہیں ٹوٹتے،
نیندیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

باغ

آج مور نہیں ناچا
مالی سارے پھول توڑ کے جا چکا ہے
چڑیا اپنے گھونسلے میں
بیٹھی ہوئی کچھ سوچ رہی ہے
ہو ارک رک کے چل رہی ہے
پتے جھومتے نہیں
صرف ہل رہے ہیں
لگتا ہے
آج پھر
وہ لڑکی اداس ہے
جو یہاں روز آتی تھی۔

زندگی کچھ لوگوں کو ملتی ہے

کچھ لوگ

جو ہمارے اپنے ہوتے ہیں

ہمیں اچھے لگتے ہیں،

ہم زندگی کا ہر لمحہ

ان کے ساتھ

بسر کرنا چاہتے ہیں

جو

ناممکن ہوتا ہے۔

تب

ہم انہیں مار ڈالتے ہیں

تاکہ

وہ ہمارے خوابوں میں

ہمیشہ زندہ رہ سکیں۔

خوشبوؤں
 کے دائرے میں
 رہنے والی لڑکی،
 رات
 میں نے تمہیں
 بہت سارے پھول بھیجے تھے۔
 یہ کیسے ہو سکتا ہے
 تمہیں پھول نہ ملے ہوں
 کیا تم
 خواب نہیں دیکھتیں؟

ویٹنگ روم

میں
اونگھ رہا ہوں
میرے برابر والا بھی
سورہا ہے
دائیں طرف بڑے پیٹ والا بھی
لگتا ہے
گہری نیند میں ہے۔
ٹرین حسب معمول
دیر سے پہنچے گی۔
ویٹنگ روم میں
سب سو رہے ہیں۔
باہر

خواب اور آدمی

کتے بھونک رہے ہیں
کسی ہڈی پر
لڑ رہے ہوں گے۔
اندر کی خاموشی بھی
ٹوٹ سکتی ہے
اگر یہاں بھی
کوئی ہڈی ہوتی۔

گہری نیند

میرا اندر
مجھ سے ناراض ہو کر
لڑتا رہتا ہے میرے ساتھ۔
میں لڑتا رہتا ہوں

موت سے
زندگی سے

اور

زندہ رہنے والے
سارے لوگوں سے
جو مجھے

نہیں جانتے۔

مجھے جاننے کے لیے

میرا ”میں“ کافی ہے۔

پھول

تتلی اور خواب

مجھے بلارہے ہیں۔

مجھے

نیند آرہی ہے۔

ایک گہری نیند

جس کی کوئی انتہا نہیں۔

مجھے مت جگانا،

کبھی مت جگانا۔

آسمان

بہت دور ہے،

تم اتنی نزدیک کیوں ہو؟

میری آواز

تمہاری آواز سے

ملاقات کرنا چاہتی ہے،

تم اتنی خاموش کیوں ہو؟

میری محبت ادھوری ہے تو پھر

تم اتنی مکمل کیوں ہو؟

میں

ایک سادہ حقیقت ہوں

تم اتنی عجیب کیوں ہو؟

میرے سوال
انتظار کر رہے ہیں
اور لگتا ہے
میں رو رہا ہوں
تم اتنی متضاد کیوں ہو؟

بات

وہ بات

سننے پر اصرار مت کرو
جو میں بتانا نہیں چاہتا۔

دُنیا

پہلے ہی بھری ہوئی ہے
باتوں کا گہرا وسیع سمندر ہے۔

لوگ اپنی باتوں میں
انتہائی مہارت سے پیرا کی کرتے ہیں۔
باتیں

جو معمولات میں شامل ہو چکی ہیں
اب کسی کو بھی

اپنی جانب متوجہ نہیں کرتیں۔

وہ بات
جو مجھ میں ٹھہری ہوئی ہے
اس وقت تک
غیر معمولی رہے گی
جب تک کہی نہیں جاتی۔
کہہ چکنے کے بعد

میں اسے
معمولی بنانا نہیں چاہتا۔

اور پھر
مجھے اپنی بات میں، جو بہت گہری ہے
کو دنا پڑے گا
اور میں تیرنا نہیں جانتا۔

جو کہہ رہا ہے
وہ زندہ نہیں ہے
اسے یقین دلایا جائے
وہ زندہ ہے،
باقی لوگ مر چکے ہیں۔
پھولوں کو سزا دی جائے
آج وہ
ایک لڑکی کے سامنے
پیش نہیں ہو سکے۔
جس کا دل
محبت کی کرچی سے کٹ گیا ہے
اس کی تدفین کر دی جائے

اور محبت کو تابوت بنا دیا جائے۔

جو ہا دل

خالی ہو چکے ہیں

انہیں میری آنکھوں کا پتا بتا دیا جائے۔

اس کے ساتھ

آج کی نشست برخواست کی جاتی ہے

مزید احکامات

اگلے خواب میں دیے جائیں گے۔

دوسرے لوگ

برسوں کے بعد بھی
میں تمہیں نہیں پاسکا
اور

تمہاری رسائی
مجھ تک نہیں ہو سکی۔
فاصلے نے

ہمیں تھام رکھا ہے۔
اس کے ایک سرے پر تم ہو
اور دوسرے پر میں۔
تم اور میں

اسے روز کاٹ کر
تھوڑا کرتے رہتے ہیں

مگر یہ بانس کی مانند
پھر تیزی سے بڑھ جاتا ہے۔

ہمارے بدن

شاید ہی
آپس میں گفتگو کر سکیں۔

دوسرے لوگ
کتنے شاطر ہیں۔

وہ نہیں جانتا
پھول کب کھلتے ہیں
سب سے اچھا موسم کون سا ہے
دریا میں تیرتے ہوئے کیسا لگتا ہے
خواب زندہ رہنے کے لیے
کتنے ضروری ہیں
ماں کہتے ہوئے
دل کیسے دھڑکتا ہے
سچ اور جھوٹ میں سے بہتر کیا ہے۔

وہ

کسی بھی چیز کے بارے میں
کچھ بھی نہیں جانتا۔
کہانی کے مطابق جتنا ضروری ہو
ایک کردار اتنا ہی جان سکتا ہے۔

ایک کہانی

وہ لڑکی
جو بچپن میں
میرے ساتھ کھیلی تھی
اب
ساتویں منزل کے
ایک فلیٹ میں رہتی ہے
اور میں
گراؤنڈ فلور پر۔
میں
اوپر نہیں جاسکتا،
وہ شاید
اتنی زیادہ سیڑھیاں

اترنے کی سکت نہیں رکھتی۔

خواب

فاصلوں کو نہیں سمیٹتے

اور

میں ایک کہانی لکھتا ہوں

جس میں

ہم دونوں

شام کو گھومنے جاتے ہیں،

ایک جگہ

چائے پیتے ہیں

دیر تک باتیں کرتے ہیں۔

ایک کہانی

ایک ملاقات کرا سکتی ہے۔

کل میں

ایک اور کہانی لکھوں گا۔

رانگ نمبر

تم جاننا چاہتی ہو
محبت کیسی ہوتی ہے
میں محبت کے فن سے کورا
ایک چھوٹا سا آدمی ہوں
مجھ سے تو محبت
خطا کی مانند
اچانک ہو گئی ہے۔
میں نہیں جانتا
محبت کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔
تم محبت سے پوچھ سکتی ہو
میں اسے کیسا لگا۔

تمہیں کیا پتا

تمہارے

اسٹڈی روم کی الماریوں میں

بچی ہوئی

خوب صورت کتابوں کو دیکھ کر لگتا ہے

تمہیں ان سے

بہت زیادہ محبت ہے۔

میں بھی تو

ایک کتاب ہوں

لیکن ہم دونوں

شاید ایک دوسرے کو نہ پاسکیں

تمہاری آنکھیں

ہمیشہ اعلیٰ کتاب گھروں میں انکی رہتی ہیں

تمہیں کیا پتا

رڈی کی دکانیں کہاں ہیں۔

میں آؤں گا

میں آؤں گا

تم بوسوں سے کہہ دینا

میں آؤں گا

تم چائے بنا کر تھرماس میں رکھ دینا

میں آؤں گا

تم کہیں مت جانا

میں آؤں گا

دروازہ بند نہ کرنا

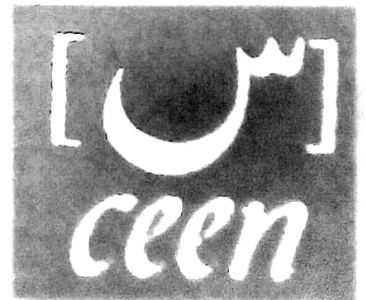
میں آؤں گا

تم جلدی سو جانا

میں آؤں گا

آج تمہارے خواب میں۔

مصطفیٰ ارباب ۱۹۶۴ء میں ضلع سانگھڑ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے سندھ یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے کیا ہے۔ ان کا قیام میرپور خاص میں ہے۔ انھوں نے افسانے بھی لکھے ہیں اور نثر و نظم کے ترجمے بھی کیے ہیں۔ وہ اردو کے ساتھ ساتھ سندھی میں بھی شاعری کرتے ہیں۔
”خواب اور آدمی“ مصطفیٰ ارباب کی نظموں کا پہلا مجموعہ ہے۔



قیمت Rs.70